The Westminster Confession of Faith and Logic

by W. Gary Crampton, Th.D.

کیوں کہ اگر ہم جسم میں چلتے ہیں تو ہم جسم کے طور پر لڑتے بھی ہیں ۔اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں ۔بلکہ ہم خدا کی طرف سے قادر ہیں کہ قلعوں کو ڈھا دیں ۔ہم تصوروں کو ڈھا دیتے ہیں ۔بلکہ اِک بھلائی کو جو خدا کی پہچان ہیں ۔اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں ۔بلکہ خدا کی طرف سے قادر ہیں ۔تو ہم ہر ایک دشمن کو قید کر کے مسیح کے تابع بنا دیتے ہیں ۔ہم تیار ہیں کہ جب آپ کی فرمانبرداری پوری ہو تو ہم ہر طرح کی فرمانبرداری کا بدلہ لیں ۔

نمبر 3۔حق تصنیف 20003 جان ڈبلیو روبنز پوسٹ آفس بکس نمبر 68 یونیکوئی

ٹینیسی 37692۔جنوری فروری 1983

ای میل:tjtriniyfound@oal.com

ویب سائٹ:www.trinityfoundation.com

ٹیلی فون:4237430199۔فیکس۔4237432005

ویسٹ منسٹر کا ایمان اور منطق کا اعتراف

بذریعہ ڈبلیو گیری کرمپٹن ،ٹی ایچ ۔ڈی

ویسٹ منسٹر کے ایمان کے اعتراف (1:6) 1 میں ہم پڑھتے ہیں:

خُدا کے اپنے جلال ،آدمی کی نجات ، ایمان اور زندگی کیلئے تمام لازمی چیزوں کے متعلق خُدا کی مکمل صلاح یا تو واضح طور پر کلام میں لکھی گئی ہے یا اچھے اور لازمی نتائج کے ذریعے کلام سے اخذ کی جاسکتی ہیں: جس میں رُوح کے نئے مکاشفات یا آدمیوں کی روایات کے ذریعے کبھی بھی کچھ اضافہ نہیں کیا جاتا۔

اعتراف کے اِس حصے پر تبصرہ کرتے ہوئے بی۔بی۔وارفیلڈ نے لکھا:

یہ ضرور مشاہدہ کرنا چاہیے کہ کلام کی تعلیمات اور ہدایات اعتراف کی وجہ سے محدود نہیں ہیں جو"واضح طور پر کلام میں لکھا گیا ہے"۔آدمیوں کو چاہیے کہ نہ صرف اُس پر یقین کریں اور پیروی کریں جو"واضح طور پر کلام میں لکھا گیا ہے بلکہ اُس کی بھی جو"اچھے اور لازمی نتائج کے ذریعے کلام سے اخذ کیا جا سکتا ہے"۔یہ سوسینیوں اور آرمینیوں کے خلاف اصلاح شُدہ مذہبی تعلیم کی سرگرم اور عالمگیر بحث ہے ،جو کلام کے اختیار کو لفظی اظہار تک محدود کرنے کی خواہش کرتا ہے اور یہ مخصوص عزت کی وجہ کو سچ کی تحقیق کیلئے آلے کے طور پر شامل کرتا ہے ۔کلام کے کہے کو دریافت کرنے کیلئے ہمیں انسانی صلاحیتوں پر انحصار کرنا چاہیے؛ انجیل کے مطلب کی وضاحت کیلئے ہم اچانک اُن کی تردید یا اُن کی رہنمائی کو رد نہیں کر سکتے ۔یقیناً یہ نہیں ہے کہ نتیجہ خیز عقائد اور فرائض کے اختیار کی بنیاد کو وجہ بنایا جائے ۔وجہ تمام عقائد اور فرائض کو دریافت کرنے کا آلہ ہے ،جیسا کہ"واضح طور پر کلام میں لکھا گیا ہے"یا"اچھے اور لازمی نتائج کے ذریعے

کلام سے اخذ کیا گیا ہے"۔لیکن جب ایک بار اُن کا اختیار دریافت ہوتا ہے تو خدا اسے نکلتا ہے جو اُن کو انجیل میں ظاہر کرتا اور ہدایت دیتا ہے، یا لفظی اظہار کے ذریعے یا پھر لازمی منشا کے ذریعے۔

یہ اصلاحی بحث ہے جو یہاں اعتراف سے نکلی ہے یعنی کلام کی سمجھ کلام ہے، اور یہ کہ آدمی اس کی تمام سمجھ کی بدولت اس کے تمام مقاصد میں بند حصے ہوئے ہیں۔غذر کی حالیہ بحث کی دوبارہ بحالی میں یعنی کلام کا اختیار اس کے واضح بیانات تک محدود ہے اور یہ کہ الٰہی چیزوں میں انسانی منطق کا بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔اس طرح یہ اعتراف میں واضح طور پر تصدیق کی گئی اصلاحی مذہبی تعلیم کے بنیادی درجے کی براہ راست تردید ہے، اور بنیادی وجہ سے انکار ہے جو نہ صرف ایک ناممکن نظام میں سوچنے کا اقرار کرے گا بلکہ منطقی طور پر تثلیث کے تمام عقائد کے اختیارات کو رد کرے گا اور تمام عقائد کو منطقی طور پر رد کرے گا۔

بے شک سمجھنے کے عمل کے علاوہ کسی بھی سادہ عقیدے کی کلام سے تحقیق نہ کی جا سکے گی۔اس لئے یہ ایک غیر اہم واقعہ ہے کہ عقیدے کو واضح کرنے میں انسانی منطق کے استعمال کے خلاف حالیہ غذر کو تیزی سے بڑھاوا دیا جاتا ہے تاکہ عقیدے کے ترک کرنے کا انصاف کیا جائے جس کی واضح طور پر تعلیم دی گئی ہے اور جو کہ کلام کے ہر خط میں بار بار آیا ہے۔اگر غذر درست ہے تو یہ تمام عقائد پر ہمارا اعتماد توڑ دے گا۔جس میں سے کوئی بھی انسانی منطق کی مدد کے بغیر نہ ہی دریافت کیا گیا ہے اور نہ ہی تجویز کیا گیا ہے۔2

1 ویسٹ منسٹر کے درجات کے تمام حوالے، ویسٹ منسٹر کا ایمان کا اعتراف پر مشتمل ہے، اور چھوٹے اور بڑے مذہبی اصول ویسٹ منسٹر کا ایمان کا اعتراف سے ہیں (فری پریس بٹیرین پبلیکیشنز، 1994)۔انگریزی جدید ہو گئی ہے۔

2 بنجیمن بی۔وارفیلڈ، ویسٹ منسٹر کی جماعت اور اُس کا کام (سٹل واٹر رو ایول بکس، 1991)، 226-227۔

وارفیلڈ کیا دعویٰ کرتا ہے (اور کس سے اتفاق کرتا ہے) وہ یہ ہے کہ ویسٹ منسٹر کے تعلیم دینے والے منطق کا بلند نظریہ رکھتے تھے۔منطق یعنی انسانی منطق، اعتراف (اور وارفیلڈ) کہتا ہے کہ یہ خدا کے کلام کو پڑھنے اور تشریح کرنے کیلئے ایک اہم آلہ ہے۔درحقیقت تعلیم دینے والوں کیلئے منطق کا مناسب استعمال اتنا اہم تھا کہ اُن کو انجیل کے خادموں کو مخصوصیت سے پہلے اس دائرہ کار میں تربیت دینے کی ضرورت تھی۔"گرجا گھر کی حکومت کی صورت" کے عنوان میں ہم پڑھتے ہیں کہ مخصوصیت کے امتحان میں جائزہ لیا جاتا ہے کہ کیا وہ (مخصوصیت کا اُمیدوار) منطق اور فلسفے میں مہارت رکھتا ہے۔

وارفیلڈ اکیلا نہیں جس نے منطق کی اہمیت کو سمجھا۔بیسویں صدی کے ایک اور ماہر مذہبی تعلیم، جیمز۔او۔بُس ول نے کہا:"جب ہم منطق کے قوانین کو قبول کرتے ہیں تو ہم خدا سے ہٹ کر قوانین کو قبول نہیں کر رہے ہوتے جن کا اُسے تابع ہونا ہے بلکہ ہم سچ کے قوانین کو قبول کر رہے ہوتے ہیں جو خدا کے مقدس کردار سے نکلے ہوتے ہیں۔اور صدیوں پہلے آگسٹین نے لکھا، کہ" انجیل میں آنے والے ہر قسم کے سوالات کو تلاش کرنے اور سلجھانے میں دلیل کی سائنس بڑی کارآمد ہے۔منطقی ترتیب کی تقویت کوئی ایسی چیز نہیں جو آدمیوں نے ایجاد کی۔بلکہ اُنہوں نے یہ مشاہدہ کیا کہ وہ اس کو سیکھنے اور پڑھانے کے قابل ہو سکتے ہیں؛ کیونکہ یہ چیزوں کی دلیل میں دائمی طور پر موجود ہے۔اور اس کا مرکز خدا کے ساتھ ہے"۔4

بُس ویل اور آگسٹین کہہ رہے ہیں کہ منطق دائمی ہے؛ یہ بنایا نہیں گیا؛ اس" کا مرکز خدا کے ساتھ ہے"۔یا جیسا کہ بیسویں صدی کے ماہر مذہبی تعلیم اور فلسفہ دان گارڈن کلارک نے لکھا ہے،"منطق مقرر، جانگیر، لازمی اور بے بدل ہے۔۔۔(کیونکہ) خدا ایک حیوانِ ناطق ہے، جس کے ذہن کو تعمیر کرنے والا منطق ہے"۔5

منطق کے کچھ خلاف معمول نظریات

جیسا کہ خدا اور اُس کے کلام کو سمجھنے کیلئے منطق کا مناسب استعمال ضروری ہے اس طرح دورِ جدید کے بہت سے ماہر مذہبی تعلیم اور فلسفہ دانوں نے منطق کو ناپسند کیا ہے۔وہ تعلیم دیتے ہیں کہ الٰہی منطق اور انسانی منطق کے درمیان ملاپ کا کوئی نقطہ نہیں ہے۔یہاں ہمارے پاس رونالڈ ناش کا کہا"منطق کے خلاف مذہبی انحراف"6 موجود ہے۔اور انحراف صرف نوقدامت پسندوں کے خیمے کی طرف سے نہیں ہے۔کوئی یہ اُمید کرتا ہے کہ کارل بارتھ اور ایمل

برونز جیسے آدمی ایسی غیر عقلی حیثیت لیں گے۔ آخر کار نو قدامت پسندی کو متناقضہ کی مذہبی تعلیم کے طور پر جانا جاتا ہے جس میں ایمان منطق کو "قابو" کرتا ہے ۔لیکن یہ دلیل بیزاری کی سرایت کرنے والی رُوح متاثر ہوئی ہے حتیٰ کہ وہ بھی جو نو قدامت پسندی پر کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔

مثال کے طور پر ہرمن ڈوییرڈ دعویٰ کرتا ہے کہ خُدا اور کائنات کے درمیان ایک حد موجود ہے۔ درُست مفہوم والے منطق کے قوانین جو پابندی کے تحت لاگو ہو سکتے ہیں خُدا کے لحاظ سے کوئی عُذر نہیں رکھتے۔پھر ڈونلڈ بلوبچ ہے۔اپنی پاک انجیل مُکاشفہ ،فیض اور توضیح 7 میں بلوبچ واضح طور پر خُدا کے منطق اور انسان کے منطق کے درمیان کسی نقطے پر ملاپ کی تردید کرتا ہے (293 , 121)۔مصنف کہتا ہے کہ بائبل کے مُکاشفے کا سچ کبھی نہیں "رسمی منطق کے تجزیاتی طریقے سے پکڑا" (55) جا سکتا۔بلوبچ بے تکلفی سے تسلیم کرتا ہے کہ "میں اپنے تبلیغ کرنے والے ساتھیوں سے علیحدہ ہو گیا کیونکہ میں انجیلی کی الٰہی قناعت پسندی کو عقلاً قابلِ فہم تعلیم کے طور پر نہیں بلکہ یسوع مسیح میں ظاہر کیئے گئے نجات کے بھید کے طور پر سمجھتا ہوں"۔حتیٰ کہ نامتقدانہ انداز میں وہ یہ کہتا ہوا کتنا آگے چلا گیا کہ مُکاشفہ جامع اور سچ کو عقلی نظام میں یکساں نہیں کیا جا سکتا" (289)۔

افسوس کے ساتھ، "منطق کے خلاف مذہبی انحراف" حقیقی قدامت پسندی کے خیمے تک پھیل گیا ہے۔جس کیلئے ایڈون ایچ ۔پالر نے تعلیم دی کہ خُدا کی حتمی خودمختاری کا عقیدہ اور آدمی کی ذمہ داری ایک منطقی متناقضہ ہے۔یہ انسانی دلیل کی رکاوٹ کے سامنے حل نہیں ہو سکتی۔ کالونیئی کہتے ہیں کہ پالر "تمام منطق کے چہرے میں" متناقضہ کے دونوں پہلوؤں کو سچ مانتا ہے، اگرچہ اُس نے "محسوس کیا کہ جس کی اُس نے حمایت کی وہ مضحکہ خیز ہے"۔8

پھر کرنیلیس وین ٹل آتا ہے۔ڈاکٹر وین ٹل اپنے دعوے کی وجہ سے مشہور ہے کہ انجیل منطقی متناقضوں سے بھری پڑی ہے۔جوہن رونز اپنے کرنیلیس وین ٹل میں: آدمی اور افسانہ ،9 وین ٹل کی منطق کی ناپسندیدگی کی بہت سی مثالیں دکھاتا ہے۔مثال کے طور پر اس حقیقت کے باوجود کہ انجیل تعلیم دیتی ہے کہ خُدا اُلجھاؤ کو مصنف نہیں ہے (1 قرنتیوں 14:33)، ڈاکٹر وین ٹل قائم رکھتا ہے کہ کلام کی ساری تعلیمات ظاہری طور پر متضاد ہیں" (25)۔اُس نے بار بار ایک تنقیدی انداز میں منطق کا کہا (نہ کہ منطق کا نامناسب استعمال بلکہ خود منطق کا)۔وہ "منطقیت" اور "منطق کی مستحکم اقسام" کے بارے میں بولتا ہے ۔اور اعتراف کے حوالوں کے ساتھ (1:6) اوپر بیان دیا گیا ہے، وین ٹل

3 ویسٹ منسٹر کا ایمان کا اعتراف ،413۔

4 ایلیہو کارنز امیں درج، گارڈن ایچ ۔کلارک کی لوجک ورک بک فار لوجک (دی ٹرینیٹی فاؤنڈیشن، 1992)، 97،99۔

5 گارڈن ایچ ۔کلارک، "خُدا اور منطق"، "ٹرینٹی جائزہ" (نومبر/دسمبر، 1980)، جوہن ڈبلیو ۔رونز کی درنگی ،4۔

6 رونالڈ ایچ ۔ناش، خُدا کا کلام اور انسان کی عقل (زونڈروین پبلشنگ ہاؤس، 1982)، باب 9۔

7 ڈونلڈ جی ۔بلوبچ، پاک کلام کا مُکاشفہ، فیض اور توضیح (انٹر وارسٹی پریس، 1994)۔

8 ایڈون ایچ ۔پالر، کالونیت کے پانچ نقاط (بیکر بک ہاؤس، 1972)، 85۔

9 جوہن آر۔ رونز، کرنیلیس وین ٹل: انسان اور افسانہ (دی ٹرینیٹی فاؤنڈیشن، 1986)۔ جو کلمات یہاں استعمال ہوئے ہیں رونز کی کتاب سے لئے گئے ہیں، جہاں کسی کو عنوان اور وین ٹل کے بیانات کا صفحہ نمبر مل سکتا ہے۔میں بہتر طور پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ رونز نے وین ٹل کو درُست بیان کیا ہے۔

نے تبصرہ کیا کہ "اس بیان کو استخراجی تفسیر کی تائید کیلئے استعمال نہیں کرنا چاہیے" (25-24)۔پھر بھی استخراجی تفسیر ہو بہو ویسی ہے جس کی اعتراف تصدیق کرتا ہے۔

رونالڈ ناش نے بھی وین ٹل اور اُس کی انسانی منطق کی ناپسندیدگی کے مسئلے کو دیکھا۔ناش نے لکھا کہ "میں نے ایک دفعہ وین ٹل سے پُوچھا، کہ اگر کوئی انسان جانتا ہے کہ ایک جمع ایک دو کے برابر ہیں تو اُس انسان کا علم ہو بہو خُدا کے علم کے ساتھ کا ہے۔میرا خیال کیا گیا سوال بہت ہی معصوم تھا۔وین ٹل کا جواب صرف ہلکی سی ہنسی، کندھوں کو اچکانا اور بیان کرنا تھا کہ سوال اس لحاظ سے نامناسب ہے کہ اس کا کوئی جواب نہیں۔اس کا کوئی جواب نہ تھا کیونکہ کوئی

مجوزہ جواب وہ جُرأت کرے گا جو وین ٹل کیلئے ناممکن ہے خاص طور پر وہ قوانین جو ریاضی کی کتاب میں ملتے ہیں اور وہ منطق جو (ڈویورڈین) کی حدود سے ہٹ کر لاگو ہوتا ہے''۔10 دوسرے الفاظ میں وارفیلڈ، ہُس ویل، آگسٹین، کلارک، اور ویسٹ منسٹر کے تعلیم دینے والوں کے برعکس وین ٹل نے ہرمن ڈوی ویرڈ کی طرح خیال کیا کہ منطق کے قوانین خُدا کی عقل میں ہمیشہ سے ہونے کی بجائے بنائے گئے ہیں۔

منطق کا انجیلی نظریہ 11

انجیل تعلیم دیتی ہے کہ خُدا ہی خُدائے علیم ہے(1 سیموئیل 2:3 رومیوں 16:27)۔ ہمیشہ سے عالمِ کُل ہوتے ہوئے (زُبور 6-1:139)، خُدا صرف اپنے ذاتی علم کا وسیلہ نہیں ہے بلکہ وہ سارے سچ کا وسیلہ اور طے کرنے والا ہے۔ یعنی جو سچ ہے وہ سچ ہے کیونکہ خُدا ایسا خیال کرتا ہے۔ جیسا کہ ویسٹ منسٹر کا اعتراف کہتا ہے خُدا ''خود سچ ہے'' (1:4)۔ اور جو ناطق نہیں ہے سچ نہیں ہوسکتا (1 تیمتھُیس 6:20)، یہ بتاتا ہے کہ خُدا ناطق ہے اور منطق کے قوانین وہ طریقہ ہیں جیسے وہ سوچتا ہے۔

یقیناً اسی کی انجیل تعلیم دیتی ہے۔ خُدا بےترتیبی کا بانی نہیں ہے (1 کرنتھیوں 14:33)۔ وہ حیوانِ ناطق ہے ''خُداوند خُدائے سچ'' (زبور 31:5)۔ انجیل نے خُدا کے بارے میں بہت کچھ بولا جیسا کہ منطق کا خُدا۔ یعنی یوحنا 1:1 میں یسوع مسیح کو خُدا کا ''منطق'' کہا گیا ''ابتداء میں کلمہ تھا، اور کلمہ خُدا کے ساتھ تھا، اور کلمہ خُدا تھا'' (انگریزی کا لفظ ''logic'' جس کا مطلب ہے منطق یونانی لفظ Logos جس کا مطلب ہے کلمہ میں سے نکلا ہے جو اس آیت میں استعمال ہوا ہے)۔ یوحنا 1:1 خُدا بیٹے کی عقلیت پسندی کو بیان کرتا ہے۔ منطق ایسے ہی دائمی ہے جیسے خُود خُدا کیونکہ ''کلمہ خُدا ہے''۔ پس خُدا اور منطق کو علیحدہ نہیں کیا جا سکتا؛ منطق خُدا کی سوچ کی خصوصیت ہے۔ کلارک کے الفاظ میں ''خُدا اور منطق ایک ہیں اور یہی پہلا اصول یوحنا نے لکھا کہ منطق خُدا تھا ''۔12

یہ ہمیں منطق اور کلام کے تعلق کی وافر سمجھ بُوجھ دیتا ہے۔ چونکہ منطق خُدا ہے، کلام ''مسیح کے تفکر'' کا ایک حصہ (1 کرنتھیوں 2:16)، اس کا مطلب ہے کہ کلام کو منطقی ہونا چاہیے۔ جو کلام میں کہا گیا خُدا کی معتبر اور پاک سوچ ہے۔ یہ خُدا کے تفکر کو ظاہر کرتا ہے، کیونکہ خُدا اور اُس کا کلام ایک ہیں۔ پس جیسا کہ اعتراف (1:5) تعلیم دیتا ہے کہ انجیل منطقی طور پر مستحکم کتاب ہے۔ ''تمام حصوں میں اتفاقِ رائے'' ہے۔ اس لئے پولُس ''کلام میں سے'' لوگوں کو ''دلیل'' دے سکا (اعمال 17:2)۔

مزید یہ کہ کلام میں منطق پایا جاتا ہے۔ انجیل کی سب سے پہلی آیت، ابتداء میں خُدا نے آسمان اور زمین کو خلق کیا''، جو منطق کے بنیادی قانون کے بجا ہونے کو یقینی ٹھہراتا ہے: تضاد کا قانون (اے نہیں ہے لا۔اے)۔ پیدائش 1:1 تعلیم دیتی ہے کہ خُدا ساری چیزوں کو تخلیق کرنے والا ہے۔ وہ یہ بھی بتاتی ہے کہ اُس نے ''ابتداء میں'' انہیں تخلیق کیا۔ اس لئے یہ تعلیم نہیں دیتی کہ خُدا ان ساری چیزوں کو تخلیق کرنے والا نہیں ہے نہ ہی یہ رائے قائم کرتی ہے کہ خُدا نے ابتداء کے 100 یا 1000 سال بعد ان چیزوں کو تخلیق کیا۔ یہ آیت تصور پیش کرتی ہے کہ خُدا کے الفاظ تخلیق کیا، ابتداء اور اس سے آگے تمام کے تمام حتمی معنی رکھتے ہیں۔ میں بھی یہ خیال کرتا ہوں کہ اُن کا مطلب چند چیزیں نہیں ہے۔ تاہم فہم تقریر کیلئے لفظوں کا ایک معنویت مطلب ہونا چاہیے۔ لفظوں کو بامعنی اور افشائے حقیقت بنانے کیلئے اور رابطہ نگاری ممکن بنانے کیلئے ہر لفظ تضاد کے قانون کے مطابق ہونا چاہیے۔

منطق کے بنیادی قوانین کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ تضاد کے قانون کو ثابت کرنے کی کوئی بھی کوشش قانون کے سچ کی پیش قیاسی کرے گی اس لئے سوال طلب کرے گی۔ سادہ الفاظ میں یہ کہ ممکن نہیں کہ تضاد کے قانون کو استعمال کئے بغیر دلیل دی جائے۔ اس لحاظ سے منطق کے قوانین مسلّم ہیں۔ لیکن یہ صرف اس لئے مُسلّم ہیں کیونکہ یہ خُدا کے کلام میں مقرر ہیں اور پائے جاتے ہیں۔

کلام میں منطق کے دو اور اُصولی قوانین بھی مقرر ہیں۔ پہچان کا قانون (اے ہے اے) اور باہر نکالے ہوئے درمیان کا قانون (اے یا تو بی ہے یا لا۔بی)۔ قدیم خروج 3:14 میں بتایا گیا ہے۔ خُدا کے اپنے نام میں ''میں ہوں جو ہوں''۔ اور بعد میں مثال کے طور پر مسیح کے الفاظ میں ملتا ہے کہ ''جو میرے ساتھ

نہیں وہ میرے خلاف ہے'' (لُوقا 11:23)۔

پھر منطق کلام میں پایا جاتا ہے۔ اِس لئے تضاد کے قانون کی بجائے کلام کو مسیحی علمیات کے مُسلّم نقطۂ آغاز کے طور پر چُنا گیا۔ اِس لئے خُدا کو مُسلّمہ نہیں کیا گیا کیونکہ خُدا کے بارے میں ہمارا سارا علم کلام سے حاصل ہوتا ہے۔ کلام کے بغیر مُسلّمہ ''خُدا'' صرف ایک نام ہے۔ مُسلّمہ کلام خُدا کی تعریف کرتا ہے۔ اِسی لئے ویسٹ منسٹر کا ایمان کا اعتراف

10 ناش، خُدا کا کلام اور انسان کی عقل، 100۔

11 اِس نقطہ پر اِس مکالمے کا بہت سا حصہ گارڈن ایچ کلارک کی ''خُدا اور منطق'' کی پیروی کرے گی۔

12 کلارک، ''خُدا اور منطق''، 2۔

کلام کے عقیدے کے پہلے باب میں شروع ہوتا ہے۔ باب 5-2 خُدا کی عقیدے کی پیروی کرتا ہے۔

جیسا کہ ہمیں انجیل تعلیم دیتی ہے انسان خُدا کی صُورت اور جلال ہے (پیدائش 1:27؛ 1 کرنتھیوں 11:7)۔ خُدا نے ''زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا۔ اور اُس کے نتھنوں میں زِندگی کا دم پُھونکا اور انسان جیتی جان ہُوا'' (پیدائش 2:7)۔ آدم نے ایک جان کی شکل اختیار کی جو کہ حیواناتِ مُطلق سے افضل ہے (2 پطرس 2:12؛ یہودہ 10)۔ آدمی خُدا کی صُورت رکھتے ہوئے حیوانِ ناطق ہے (کلسیوں 3:10)۔

چونکہ مسیح کلمہ ہے جو ہر انسان کو (علمیاتی) روشنی دیتا ہے جو دُنیا میں آتا ہے'' (یوحنا 1:9)، ہمیں سمجھنا چاہیے کہ ایک ایسا نقطہ ہے جس پر انسانی منطق خُدا کے منطق سے مل جاتا ہے۔ درحقیقت یوحنا 1:9 تردید کرتا ہے کہ منطق بے باکانہ ہے (بمطابق فرائیڈ ریچ نیز کے، جوہن ڈیوے، اور جین پال سیٹرے)؛ یہ پولی لوگیزم کی بھی تردید کرتا ہے یعنی منطق کی بہت سی اقسام ہوسکتی ہیں۔ یوحنا کے مطابق منطق کی صرف ایک قسم ہے یعنی خُدا کا منطق۔ اور کلمہ خُدا کی صُورت رکھنے والے ہر کسی کو منطقی انداز میں سوچنے کی صلاحیت دیتا ہے۔

انسان خُدا سے رابطہ کرنے کیلئے اور خُدا کا اُس سے رابطہ جاری رکھنے کیلئے منطقی انداز میں سوچنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ خُدا نے آدم کو یہ ذہن رکھتے ہوئے اپنے سے ملتے جلتے انداز میں تخلیق کیا۔ خُدا نے کلام میں آدمی کو ایک قابلِ فہم پیغام دیا ہے ''حق اور حکمت کی باتیں'' (اعمال 26:25)۔ خُدا نے انسان کو زبان دی جو اُسے اپنے خالق سے عقلی طور پر گفتگو کرنے کے قابل بناتی ہے (خروج 4:11)۔ ایسی سوچ اور گفتگو منطق کے قوانین کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ منطق (خُدا کی دی ہوئی) تمام انسانی سوچوں اور بول چال کیلئے ناگزیر ہے۔ اِسی وجہ سے ہمیں اصرار کرنا چاہیے کہ ''محض انسانی منطق'' نہیں ہے جیسا کہ الٰہی منطق کے ساتھ موازنہ کیا گیا ہے۔ ایسی گمراہ کُن سوچ خُدا کے اپنے کلمہ سے بدسلوکی کرتی ہے۔

کوئی یہ بھی دلیل دے سکتا ہے کہ انسان کا زوال منطق کو ناقص پیش کرتا ہے۔ تاہم یہ معاملہ نہیں ہے۔ گُناہ کے عقلی اثرات درحقیقت انسان کی دُرست دلیل دینے کی اہلیت کو روکتے ہیں (رومیوں 1:21)، لیکن کسی بھی طرح یہ لاگو نہیں ہوتا کہ منطق کے قوانین خود ہی ٹکر کھاتے ہیں۔ گارڈن کلارک کے الفاظ میں: منطق، تضاد کا قانون، گُناہ سے متاثر نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ اگر ہر کوئی مسلسل منطق کے قوانین کی خلاف ورزی کرے تو تب بھی وہ اس سے کم راست نہ ہوں گے کہ اگر ہر کوئی مسلسل ان کا مشاہدہ کرے۔ یا اگر ایک اور مثال لیں، کہ کوئی بات نہیں چاہے ہماری چیک بُک کے ٹکڑے پر تفریق کی کتنی ہی غلطیاں کوئی نہ ہوں۔ اِس سے حساب کتاب متاثر نہیں ہوتا۔ 13

جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ منطق کے قوانین دائمی طور پر خُدا کی عقل میں مقرر ہیں اور وہ متاثر نہیں ہوسکتے، یہ دائمی طور پر موزوں ہیں۔

نتیجہ

جوہن روبنز نے دُرست بیان کیا کہ بیسویں صدی کے آخر (کے ساتھ ساتھ اکیسویں صدی کے شروع، ڈبلیو جی سی) میں مسیحی کلیسیا اس سے بڑھ کر کوئی خطرے کا سامنا نہیں کر رہی کہ عدم تعقل نے اب ہماری پُوری ثقافت کو قابو کرلیا ہے۔ مذہب لذتیت اور دُنیادار انسانیت سے اتنا زیادہ خوف نہیں کھانا

چاہیے جتنا کہ یقین یعنی منطق، محض انسانی منطق انجیل کو سمجھنے کا ایک ناقابلِ اعتبار ذریعہ ہے۔

اِس عدم تعقل سے بچنے کیلئے جو اصل میں انسان خُدا کی صُورت اور جلال ہونے کو رد کرتا ہے، ہمیں ویسٹ منسٹر کے تعلیم دینے والوں کی کلمہ کی مذہبی تعلیم کی طرف واپس جانا چاہیے۔ ہمیں اسرار کرنا چاہیے کہ منطق اور سچ انسان اور خُدا دونوں کیلئے ایک ہی ہیں۔ یہ نہیں کہنا چاہیے کہ انسان اتنا سچ جانتا ہے جتنا خُدا جانتا ہے۔ خُدا عالمِ کُل ہے؛ وہ خُود سچ ہے اور جو سچائی ہے وہ سچائی ہے کیونکہ وہ ایسا سوچتا ہے۔ یقیناً انسان کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہے۔ جبکہ سچ خُدا کیلئے وجدانی ہے۔ انسانی منطقی لحاظ سے سچ سیکھتا ہے۔ لیکن یہ وہی سچ ہے۔ یہ معاملہ کی ضرورت ہے کیونکہ خُدا سارے سچ کو جانتا ہے اور انسان اس کو جانے بغیر جو خُدا جانتا ہے اپنے خیالات کو سچ نہیں کرسکتا۔ اِس کو قائم کرنا ضروری ہے کیونکہ منطق اور خُدا کے سچ کے درمیان اور منطق اور انسان کے سچ کے درمیان مطابقت ہے۔ خُدا منطقی انداز میں سوچتا ہے اور انسان کو ایسا کرنے کیلئے کہتا ہے۔

ڈاکٹر کلارک نے اِس طرح کہا:

میسحیت دعویٰ کرتی ہے کہ خُدا سچ کا خُدا ہے۔ وہ حکمت ہے۔ اُس کا بیٹا اُس کا کلمہ، منطق، یعنی خُدا کا کلام ہے۔ انسان کا مناسب وجود تخلیق کیا گیا تا کہ وہ خُدا کا اُس کو دیا گیا پیغام سمجھ سکے۔۔۔ میسحیت ایک ذی عقل مذہب ہے۔ اِس میں ایک قابلِ ادراک ذہین مواد ہے۔ اِس کا مُکاشفہ سمجھا جا سکتا ہے۔ 15

کیا کرنا چاہیے؟ جیسا کہ ڈاکٹر روبنز نے پُر زور کہا، ہمیں جذبے کے ساتھ سوچنے اور بولنے دونوں میں کلام کے وضاحت کے نظریات کو قبول کرنا چاہیے: آؤ مسیح اور ویسٹ منسٹر کی جماعت کے ساتھ منطق کی ناگزیری کو پہچانیں۔۔ اور انجیل کی استقامت اور قابلِ فہم حالت کا دفاع کریں۔ پھر ہی میسحیت امریکہ اور پُوری دُنیا میں روشن اور شاندار مستقبل رکھے گی''۔ 16

13 گارڈن ایچ کلارک، انسان اور چیزوں کا مسیحی نظریہ (دی ٹرینیٹی فاؤنڈیشن {1952} 2005)، 210۔

14 روبنز، کرنیلیس وین ٹل: انسان اور افسانہ، 39۔

15 دی فلاسفی آف گارڈن ایچ کلارک ((پریسبٹیرین اور ریفارمڈ پبلشنگ کمپنی، 1968) میں پیش کیا گیا ہے درستگی کیلئے رونالڈ ایچ۔ ناش، 137۔

(کلارک اینڈ ہز کریٹکس دیکھیں 2008، 114)۔

16 روبنز، کرنیلیس وین ٹل: انسان اور افسانہ، 40۔